کا حال میرے لئیے دیدہ نہیں شنیدہ ھی کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال اس وقت اس کا ذکر بے محل ہوگا۔ ان خطوط کی روشنی میں جن کا تعلق ان کے عہد طفلی سے ہے پردۂ تخیل پر جو تصویر ابھرتی ہے اس میں خلوص، سادگی اور سچائی سے آشنا، تصنع، تکلف، ریاکاری اور نام و نمود سے پاک ایک معصوم مگر ہونہار بچے کے خال و خط نمایاں ھیں۔ جس کو مبدأ فیاض نے فطرت سلیمہ کے ساتھ ہوش و آگہی کی گونا گوں صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

اب کہ میں نے یہ خطوط پڑھ ڈالے ھیں مجھے یہ بدگمانی ہو رہی ہے کہ کہیں ناصر صاحب نے "خلیل نوازی" میں (ایک جگہ خلیل الرحمن نے القاب میں خود یہ الفاظ استعمال کئے ھیں۔ "خلیل نواز! سلام و نیاز" واضح رہے کہ خلیل معنی دوست کے آتے ھیں) "نواز شہائے بے جا" نہ کر گذرے ہوں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ان خطوط کے خال و خط سنوارے ہوں اور اس مشاطگی کی وجہ سے ان میں یہ نکھار آ گیا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ عقل یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی کہ ایک گاؤں کا رہنے والا کم عمر دیہاتی لڑکا ایسے خطوط لکھ سکتا ہے۔ باتیں اور ان کو کہنے کا انداز دونوں اس کی اوقات سے باھر معلوم ہوتے ھیں۔ اس خیال کو اس سے تقویت ملتی ہے کہ انھی خطوط میں ناصر صاحب کی استادی، اصلاح اور رہنمائی کا بار بار ذکر آتا ہے۔ بہر حال استاد شاگرد دونوں داد و تحسین کے مستحق ھیں۔

خلیل الرحمن اعظمی نے ناصر اصلاحی کی رہبری میں جو سفر شروع کیا اس میں آگے چل کر انہوں نے بڑی بڑی منزلیں طے کیں۔ اعلی تعلیم، معلمی اور ادبی کارنامے سب نے مل کر ان کی شہرت کو چار چاند لگائے مگر ناصر صاحب جوہر قابل رکھنے کے باوجود گوشۂ گمنامی میں رہے۔ ان خطوط کے مرتب بھی وھی ھیں، مکتوب الیہ اور مخاطب بھی، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی کچھ بیاں ہو جائے۔ ناصر صاحب مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اور

جامعہ ملیہ دھلی کے تعلیم یافتہ ھیں۔ سالہا سال سے مدرسۃ الاصلاح میں خا۔ن اور دائرہ حمید یہ میں معتمد کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ھیں۔ اور یہ دونوں کام اعزازی ھیں۔ ان کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی بلکہ زمینداری ہے۔ ان کی ادبی صلاحیتوں کے سلسلے میں یہی کافی ہے کہ ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی جیسا قلم کار ان کی آغوش تـربیت کا پـرورده ہے۔ خلیل الرحمن نے ایک جگہ خود لکھا ہے "میرے ایک عزیز عبد الرحمن ناصر جو اس زمانے میں میرے ادبی رھنما تھے، اس رسالے کے مستقل قلمی معاونین میں تھے اور ان کے افسانے اور تـرجمے " جـدید اردو " میں پابندی سے چھپا کرتے تھے"۔

یہ جوھر قابل کس طرح ضائع ھوا اس کے لئے خلیل الرحمن کے انھی خطوط سے بعض جملے نقل کر دینا کافی ھوگا۔

"مجھے اکثر بڑا افسوس ھوتا ہے کہ ایک جوھر قابل اس طرح سے زمینداری کے جال میں پھنس کر اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رھا ہے" (خط نمبر ۱۸)

آپ کو خط لکھتے وقت نہ جانے کیوں میرا دل دُکھتا ہے۔ مجھے ایک جواں مرگ ادیب کی یاد آنے لگتی ہے جو جیتے جی ادب سے کنارہ کش ہے اور ان چنگاریوں کو اپنے دل کی خاکستر میں دفن کئے ہوئے ہے جو اس کی ذرا سی توجہ سے شعلہ بن سکتی ھیں"۔ (خط نمبر ۱۹)

رھا ان خطوط کی قدر و قیمت کا سوال تو اس کے لئے میں سوال و جواب دونوں میں ناصر صاحب ھی کے الفاظ مستعار لونگا۔ "خلیل الرحمن مرحوم کے زمانہ طالب علمی کے یہ خطوط کس مرتبے کے ھیں؟ یہ قارئین جانیں" (ص ۷) بحیثیت مرتب انھوں نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی تو بحیثیت تبصرہ نگار مجھے بھی ان خطوط کے مرتبے کی نسبت اظہار رائے کرکے قارئین کو افیون دینے کی غلطی نہیں کرنی چاھیے۔ مشک کو عطار کی گفتگو کا پابند کرنے

میں بے حاصلی کے سوا کیا رکھا ہے۔ اس لئے میں مجرد یہ سفارش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ قارئین اسے خود پڑھیں اور رائے قائم کریں۔ میرا اندازہ ہے کہ پڑھنے والے اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔ اس سے ان کے ذوق مطالعہ کی تسکین ہی نہیں ہوگی بلکہ وہ اس سے کچھ نہ کچھ سیکھیں گے بھی ۔ جس میں ادب، اخلاق، اخلاص، پاکیزہ اور صحت مند رسم محبت ہی نہیں، زبان بیان اور اظہار کا بانکپن بھی ہے۔

البتہ مجھے اس کتاب کے نام پر یہ اعتراض ہے کہ یہ مکتوبات ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی کے تو نہیں ایک بچے خلیل الرحمن کے ہیں۔ اس کی جگہ میں ناصر صاحب ہی کی تحریر کا ایک لفظ یا فقرہ تجویز کرتا ہوں۔ "میرے خلیل" یا کوئی اور لفظ یا فقرہ جو حقیقت حال کا آئینہ دار ہو۔ لیکن جس دنیا کے بازار میں انہیں پیش کرتا ہے اس کا طور ہی اور ہے۔ ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی کو تو لوگ جانتے ہیں "میرے خلیل" یا "خلیل الرحمن" کو کون جانتا ہے۔

یہ خطوط اس وقت لکھے گئے جبکہ لکھنے والے کی عمر ابھی مشکل ہی سے ۱۳ ۔ ۱۴ برس کی ہوگی ۔ ۹ ۔ اگست ۱۹۲۷ اعظمی صاحب کی تاریخ پیدائش ہے۔ ہر چند کہ میں نے اقتباس نہ درج کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ ۱۲ ۔ اگست ۱۹۴۰ کو لکھے گئے ایک خط کا یہ اقتباس درج کرکے اپنے ہی ارادے کو فسخ کرتا ہوں ۔

آپ کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ آپ ایک حسین اور جمیل مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں کے نظارے آپ کو موہ لیتے ہیں اور جہاں صبح و شام جمنا کی لہریں آپ کے قدم چومتی ہیں۔ اس سے مجھے بھی بڑی خوشی ہے۔ لیکن یہ عرض کروں گا کہ اپنے دیہات کے مناظر کو بھی اپنے دل کے کسی گوشے میں محفوظ رکھیئے گا۔ وہ لہلہاتی ہوئی کھیتیاں، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں، صبح